Vol.6 No. 4 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

مرزاشوق لکھنوی کی "مثنویاتِ شوق" کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

A research and critical review of Mirza Shouq Lakhnavi's “Masnaviyat-e Shouq”

ڈاکٹر محفوظ احمد

لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر زینت النساء

لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر نذیر احمد

لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر عرفان منظور

لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Masnaviyat-e-Shouq is written by Mirza Shouq lakhmavi. This book consists of three masnavis Farib-e-Ishq, Bahar-i-Ishq and Zehar-i-Ishq. The vanguard (Muqaddima) of Masnaviyat-e-Shouq has been written by the well-known researcher Rasheed Hasan Khan. Masnaviyat-e-Shouq was published by Anjuman Taraqqi-e-Urdu-Hind, Delhi in 1998. Preamble in this case, the living conditions of Shouq Lucknowi, the number of Masnaviat-e Shouq,. the period of publication, analysis, interpretations, differences and differences of manuscripts have been written. At the end glossary and appendices have also been placed. The distinguished author has comprehensively covered all the aspects of Masnaviat-i-Shouq in such a way that there is no confusion left for the reader. These masnavis are the best and valuable part of Urdu literature. By reading them, the society and lifestyle of Lucknow is revealed to us

Key Words:

Masnaviyat-e-Shouq, masnavis Farib-e-Ishq, Bahar-i-Ishq and Zehar-i-Ishq.Mirza Shouq Lakhnavi, , interpretations, manuscripts, valuable part of Urdu literature, lifestyle of Lucknow

مثنویات شوق: فریب عشق، بہار عشق، زہر عشق

مثنویات شوق نواب مرزا شوق لکھنوی کی قابل قدر تصنیف ہے مثنویات شوق کا مقدمہ محقق رشید حسن خاں نے مرتب کیا ہے۔ رشید حسن خاں ایک متنی نقاد ہے ان کے ہم پلہ ابھی تک کوئی نقاد نہیں انہوں نے کلاسکی متون بھی مرتب کیے ہیں۔ رشید حسن ہی وہ واحد نقاد ہے جنہوں نے انتھک محنت اور مشکل سے مشکل کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے انہوں نے ہمیشہ اپنے کام کے ساتھ انصاف کیا ہے۔ مثنویات شوق کا مقدمہ مرتب بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے اس مرتبہ کو انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی نے 1998ء میں شائع کیا۔

زیرِ نظر مضمون میں مرتب نے ''مثنویات شوق'' کا مقدمہ کچھ اس انداز سے ترتیب دیا ہے:

پیش لفظ — ڈاکٹر خلیق انجم

مقدمہ مرتب:

تمہید

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

حالات زندگی

مثنویات شوق کی تعداد

زمانہ تصنیف

منبع اشاعت

مطبوعہ نسخے

ذیلی عنوانات

ہیروئنوں کے نام

اشعار کی کمی بیشی

تکرار

مثنویات شوق کے مآخذ

الف: کیا یہ مثنویاں شوق کی سرگزشت ہیں۔

ب: وجہ تصنیف

زبان اور بیان

طریق کار

(2) متن مثنویات

فریب عشق

بہار عشق

زہر عشق

(3) ضمیمہ 1: تشریحات

(4) ضمیمہ 2: تلفظ اور املا

(5) ضمیمہ 3: اختلاف نسخ

(6) ضمیمہ 4: الفاظ اور طریق استعمال

(7) فرہنگ

مثنویات شوق نواب مرزا شوق لکھنوی کا مجموعہ ہے اس میں تین مثنویاں شامل ہے۔ مثنوی فریب عشق، مثنوی بہار عشق، مثنوی زہر عشق یہ مثنویاں داستانِ لکھنو کے ادبی ذخیرے کا بہترین اور قابل قدر حصہ ہیں۔ شوق کی مثنویاں اس زمانے کی لکھنوی معاشرت کی اعلیٰ ترجمانی کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ زبان و بیان کے لحاظ سے یہ مثنویاں ایک خاص اہمیت رکھتی ہیں لکھنوی تہذیب کے بہت سے ایسے پہلو ہیں جو ان میں دکھائے گئے ہیں۔

پیش لفظ

مرتب نے اپنے مقدمے کا پہلا صفحہ پیش لفظ کے طور پر شاملِ مضمون کیا۔ پیش لفظ خلیق انجم نے لکھا ہے نواب مرزا شوق کی تصنیف ''مثنویات شوق'' کا متن مرتب رشید حسن خاں نے کیا ہے۔

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

”رشید حسن خاں نے نہ صرف متنی تنقید کے بنیادی اصولوں پر بڑی تعداد میں مضامین لکھے ہیں بلکہ عملی متنی تنقید کے اعلیٰ ترین نمونے بھی پیش کیے ہیں۔ متنی تنقید پر میری تھوڑی بہت نظر ہے اس لیے وفوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اردو میں رشید حسن خاں کے پائے کا کوئی اور متنی نقاد ابھی تک پیدا نہیں ہوا خاں صاحب کو متنی تنقید کے سائنٹیفک طریقوں پر قدرت حاصل ہے۔ وہ املا اور تلفظ کے ماہر ہیں اسی لئے وہ متن کا جس طرح تنقیدی اڈیشن تیار کرتے ہیں، وہ کوئی اور نہیں کر سکتا“
(1)

عام شکایت ہے کہ کتابیں کم فروخت ہوتی ہیں۔ رشید حسن کی مرتب کردہ کتاب جو کافی ضخیم ہیں انہیں انجمن ترقی نے چھاپا ہے ان کا مرتبہ ”افسانہ عجائب“ آٹھ سو صفحات پر ضخیم کتاب ہے اس کو بھی انجمن ترقی اُردو نے شائع کیا ہے اسی طرح ان کے کلاسکی تین متون ہے۔ گلزار نسیم، باغ و بہار اور فسانہ عجائب شامل ہیں۔

تمہید

نواب مرزا شوق لکھنوی کی مثنویاں تین ہیں مثنوی فریب عشق، مثنوی بہار عشق، مثنوی زہر عشق۔ یہ ایسی مثنویاں ہیں جن میں شوق نے اس عہد کی معاشرتی جہتوں اور تہذیبی روداد کو خوب بیان کیا ہے۔ شوق نے لکھنو کی نفاست اور لطافت اور سیاسی تاریخ کو اپنے اشعار میں خوب سمویا ہے ان کی مثنویاں ایسی ہیں ان کے کردار خواتین کی زبان کی سلاست ان سب کے نقشے آنکھوں میں گھومنے لگتے ہیں کردار متحرک نظر آتے ہیں شوق نے اس زمانے کی اودھ کی حکومت کو بھی بیان کیا ہے جس کے آخر فرماں رواجاں عالم واجد علی شاہ تھے۔ شوق نے معاشرے ایسی کی تلخ حقیقت کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے جو معاشرے کا حصہ ہیں اس وقت کے لوگوں نے شوخ نگاری پر اعتراض بھی کیا یہاں مرتبہ نگار نے صرف شوق کو ہی مبلغ اخلاق ہونے کا قصوروار نہیں کہا ان سے پہلے بھی بڑے پائے کے مبلغ اخلاق موجود ہیں جن میں سعدی اور جامی شامل ہیں۔ انہیں تو فحش نگار نہیں کہا گیا جب گلستان لکھی اور مثنوی ”یوسف زلیخا“ لکھی گئی تھی۔

”شوق نے یہ مثنویاں کسی بھی مقصد کے تحت لکھی ہوں ان میں سنجیدہ نگاری اور شوخ بیانی کا جو بھی انداز ہو، یہ واقعہ ہے کہ یہ ایسے آئینے بن گئے ہیں جن میں اس معاشرے کے بہت سے عکس محفوظ ہو گئے ہیں یہ عکس بہت شوخ رنگ سہی، لیکن حقیقت کے ترجمان ہیں، آپ انہیں اس عہد کی تہذیبی زندگی کے بعض مظاہرے کے آنکھوں دیکھے بیانات بھی کہہ سکتے ہیں ان مثنویوں کی اہمیت آج بھی ہے اور کل بھی رہے گی“ (2)

حالاتِ زندگی

مرزا شوق کے حالات زندگی کے بارے میں مسلم آرائی کی جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ شوق کے حالات زندگی کے بارے میں کوئی اچھی معلومات نہیں ہیں۔ مرتب نے کچھ معلومات کی بنیاد پر نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی ہے پالوی صاحب نے بھی اپنی کتاب کوئی خاص تبدیلی نہیں معلوم ہوتی۔ ڈاکٹر سید محمد حیدر نے اپنے مقالہ میں صرف ”شوق“ کا نام شامل کیا ہے۔ معلومات سے وہ قاصر ہی رہ گئے ہیں پالوی صاحب نے ان کا نام تصدق حسین خاں لکھا ہے ان کی تحقیق کے مطابق وہ مغل تھے کیونکہ انہوں نے ایک عدالتی کاغذ کا حوالہ دیا ہے اس کاغذ میں شوق کے نام کے ساتھ مغل لکھا ہوا تھا شوق کے والد کا نام ”آغا علی خاں“ اور چچا کا نام ”مرزا علی خاں“ تھا بہت سی جگہوں میں ان کے ناموں میں ”مرزا“ اور ”خاں“ دونوں لفظ ملتے ہیں۔

شوق کی تاریخ پیدائش بھی معلوم نہیں مگر ایک اخبار ”اودھ“ ہے جس میں نول کشور پریس سے 1759ء میں جاری ہوا۔

”تاریخ ولادت اور عمر بہ وقت وفات اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شوق ۱۱۹۷ھ میں پیدا ہوئے تھے“ (3)

مرتبہ نگار نے زبانی روایتوں کو تصدیق کے بغیر لکھنا یا کہنا درست نہیں ہے انہوں نے دو روایتیں درج کی ہیں۔

”ان سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے پہلی روایت: راقم کی ملاقات جناب باقر حسین رنگین سے ہوئی، درگاہ حضرت عباس کے نزدیک رہتے ہیں۔ عمر سو برس کے قریب ہو گی لیکن یادداشت میں کوئی کمی نہیں آئی ہے انہوں نے بتایا کہ زمانہ قدیم میں دو ایسے شاعر تھے جن کی خوب صورتی کا عام چرچا ہوتا تھا ایک تھے ”جانصاحب“ اور دوسرے تھے ”مرزا شوق“

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

دوسری روایت:

"صاحب مہذب اللغات جناب مہذب لکھنوی کا بیان اس سے بہ ظاہر متضاد ہے موصوف نے راقم کو بتایا کہ انہوں نے اپنے والد مودب لکھنوی اور خسر حکیم مظفر حسین صاحب طبیب سے یہ سنا ہے کہ مرزا شوق شکل کے اعتبار سے بھونڈے تھے" (4)

موصوف نے ایسی روایتوں کو جو زبانی سنی سنائی ہو اور تصدیق کے بغیر ہوں قابل اعتماد نہیں ہوتیں صرف قیاس آرائیاں ہوتی ہیں۔موصوف کا کہنا ہے کہ ایسی روایتیں محض گپ شپ پر مبنی ہوتی ہیں۔ان میں صداقت کا عنصر موجود نہیں ہوتا۔ایسی روایتوں کو متن کا حصہ نہیں بنایا جاسکتا جو بے بنیاد ہوں۔خاندانی روایت کے مطابق شوق طبیب تھے۔شوق کے والد، چچا اور چچا زاد بھائی بھی اسی شعبہ طب سے منسلک تھے۔شوق کا زیادہ رجحان شاعری کی طرف تھا کچھ نقاد کا کہنا ہے کہ وہ شاعر تو نہیں تھے لیکن اپنا شمار شاعروں میں کرتے تھے طب میں بھی کسی کے شاگرد نہیں تھے۔ناصر نے ان کی شاعری کا خاصہ مضحکہ اُڑایا ہے اور رعایت لفظی کے واسطے سے خوب طنز کیا ہے۔

بعض موخر لکھتے ہیں کہ شوق شاعری میں آتش کے شاگرد تھے لیکن شوق کی جتنی بھی مثنویاں ہیں ان میں کسی ایک میں بھی کوئی حوالہ نہیں ملتا کہ وہ آتش کے شاگرد تھے اس کے بارے میں کچھ کہنا بہت مشکل ہے اندازہ ہو سکتا ہے۔شوق کا آتش سے تلمذ ہو گا بھی تو کچھ خاص نہیں کیوں کہ انہیں بہ حیثیت تلمیذ آتش شہرت نہیں بلکہ بہ حیثیت نواب مرزا ق شوق سے شہرت حاصل ہوئی ہے۔اس لئے سنی سنائی اور زبانی روایتوں میں باتیں لکھی گئی ہیں وہ قابل قبول نہیں۔موصوف نے مختلف معلومات سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یوں راقم ہیں۔

"یہ بات اعتماد سے کہی جاسکتی ہے کہ شوق ایک معزز اور معروف گھرانے کے فرد تھے طبابت میں خواہ انہوں نے نشانِ امتیاز حاصل نہ کیا ہو، لیکن اس کی تلافی شاعری کے ذریعے سے ہو گئی اس فن شریف نے ان کے نام کو زندہ جاوید بنا دیا" (5)

مثنویات شوق کی تعداد

مرزا شوق کی تین مثنویاں ایسی ہیں جنھوں نے بہت شہرت حاصل کی جن میں "مثنوی فریب عشق"، مثنوی بہار عشق، مثنوی زہر عشق شامل ہیں۔کچھ اہل قلم کا خیال یہ تھا کہ مرزا شوق کی چار مثنویاں ہیں چوتھی "مثنوی لذت عشق" ہے کچھ ایسی مثنویوں کے نام بھی سامنے آئے ہیں جو قابل توجہ نہیں تھی، خنجر عشق، سوز عشق اور قہر عشق کا ذکر ملتا ہے جو توجہ طلب معاملہ ہے وہ ہے "مثنوی لذت عشق" کا اس مثنوی کا ذکر مولانا حالی نے اپنی کتاب مقدمہ شعر و شاعری میں بھی کیا ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ مرزا شوق کی چار مثنویاں ہیں۔موصوف نے اس بارے میں اپنا خیال کا اظہار یوں رقم کیا ہے:

"میں یقین کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا مگر خیال میرا یہ ہے کہ یہ غلط فہمی نول کشور پریس کے چھپے ہوئے مجموعہ مثنویات سے شروع ہوئی ہے۔ مطبع نول کشور لکھنو سے ۱۸۶۹ء میں مثنویات شوق کا مجموعہ پہلی بار شائع ہوا تھا اس مجموعے میں چار مثنویاں شامل ہیں، بہار عشق، زہر عشق، لذت عشق، فریب عشق اسی ترتیب کے ساتھ اس مجموعے کے آخر میں جو نثر خاتمہ ہے اُس میں ان چاروں مثنیوں کو واضح الفاظ میں شوق کی تصنیف بتایا گیا ہے" (6)

اصل میں یہ مجموعہ شوق کی زندگی میں ہی چھپا تھا۔دوسری بار پھر جب یہ مجموعہ چھپا تب بھی شوق زندہ تھے تو غلط فہمی کا آغاز یہی سے ہی شروع ہوا ہے۔نول کشوری مطبوعات سے استفادہ کیا کرتے تھے تو مولانا حالی نے اسی بنیاد پر لذت عشق کو بھی شوق کی مثنوی قرار دے دیا۔اصل میں لذت عشق شوق کی مثنوی نہیں ان کے بھانجے آغا حسن نظم کی ہے اس مثنوی میں ان کا تخلص بھی موجود ہے اور انہی کے نام سے یہ مثنوی چھپ چکی ہے۔

جبکہ چکبست نے بھی لذت عشق کو شوق کی مثنوی قرار دیا ہے۔اس کے علاوہ ناصر نے بھی اپنے تذکرے میں چار ہی مثنیوں کا ذکر کیا ہے۔مولانا عبدالماجد دریابادی نے اس بارے میں تائید کی ہے وہ کہتے ہیں شوق کی مثنویوں اور لذت عشق کی زبان میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ شوق کی زبان نہیں لگتی۔

"شکل یہ ہے کہ بندش کی چستی، زبان کا حسن، کلام کی پختگی یہ باتیں ایسی ہی بعض دوسری باتیں "شواہد" سے ثابت نہیں کی جاتیں یہ معاملہ سرتاسر ذوقی اور وجدانی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مجنون صاحب نے لذت عشق کو صرف ادھر ادھر سے دیکھا ہے اس مثنوی کی زبان اور شوق کی زبان میں اندھیرے اُجالے کا فرق ہے" (7)

موصوف مصدقہ معلومات کے مطابق شوق کی تین مثنویاں ہیں فریب عشق، بہار عشق، زہر عشق

مرزا شوق کی مثنویات کا زمانہ تصنیف

مثنوی فریب عشق

مثنوی فریب عشق کا سنہ تصنیف اور زمانے کے بارے میں مختلف آرائیں اور شواہد ملتے ہیں موصوف یہاں کچھ نقاد کی آرائیں سے اور اپنی تحقیق سے نتیجہ اخذ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ مولانا عبدالماجد دریابادی نے تو اس تصنیف کو ابتدائی زمانے کی شاعری کی تصنیف خیال کیا ہے موصوف کی نظر میں عطاءاللہ پالوی نے اس تصنیف کے بارے میں مفصل بحث کی ہے انہوں نے بھی "مثنوی فریب عشق" کے سنہ تصنیف کو قیاس کو دلیل اور ثبوت دونوں کو ہی مرادف فرض کر لیا ہے ان کے خیال کے مطابق شوق کی یہ مثنوی اُن کی پہلی تصنیف معلوم ہوتی ہے زمانہ تصنیف کا تعین بھی وہ کرنا چاہتے ہیں ان کے خیال میں یہ مثنوی "فریب عشق" ۱۲۶۳ء کی تصنیف ہے اس طرح پالوی صاحب نے سال تصنیف اور زمانہ تصنیف دونوں کو وہ محض قیاس تصور کرتے ہیں۔ ان کا خیال مفروضے پر مبنی ہے اس بناء پر ان کے نتائج کو قبول نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ سب قیاس آرائیوں پر مشتمل دلیل اور ثبوت کو ہم بنیاد نہیں بنا سکتے۔

ڈاکٹر شاہ عبدالسلام نے بھی اپنی کتاب داستان آتش جو 1988ء میں شائع ہوئی انہوں نے بھی اس مثنوی فریب عشق کا ذکر کیا ہے۔ محققین کی رائے ہے کہ انہوں نے بھی بغیر کسی ثبوت اور وضاحت سے یہ لکھا ہے کہ یہ مثنوی سب سے پہلی تصنیف ہے۔ شوق نے اس ۱۸۴۶ء میں لکھا ان کا مرتب کردہ کلیات کا مجموعہ "کلیات نواب مرزا شوق لکھنوی" بھی شائع ہوا اس کلیات میں بھی لفظ بہ لفظ یہی عبارت ملتی ہے۔ موصوف نے یہاں اس بات کو غور طلب کہا ہے کہ ایک محقق بغیر کسی شواہد کے اتنی بڑی قابل قبول بات نہیں کہہ سکتا۔

موصوف نے ان تمام شواہد اور تحقیق کے بعد جو اصل حقائق کو اخذ کیا ہے اپنی رائے یوں رقم کی ہے:

"پالوی صاحب کے پیش کردہ اہم "شواہد" کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے "شواہد" اور "قیاسات" کو ہم معنی سمجھ لیا ہے۔ مولانا ماجد کی رائے کو اگر ایک صاحب نظر اور زبان شناس کی رائے سمجھ کر مان لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ اسے قیاس کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح قیاساً یہ کہا جا سکتا ہے کہ شوق کی پہلی تصنیف ہو سکتی ہے سنہ تصنیف کا تعین نہیں کیا جا سکتا اور قطعیت کے ساتھ زمانہ تصنیف کا بھی تعین نہیں کیا جا سکتا" (8)

بہارِ عشق

مثنوی بہار عشق میں واجد علی شاہ کی مدح شامل ہے کیونکہ شوق نے اس مثنوی میں جو حمد و نعت اور منقبت لکھی ہیں۔ اس سے اس مثنوی کا بہار عشق کا سنہ تصنیف واضح ہو جاتا ہے اس مثنوی کا قدیم ایڈیشن ۱۲۶۶ھ میں چھپا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ مثنوی "نواب ابو تراب خاں" کے دور میں ان کی فرمائش پر لکھی گئی تھی اس طرح یہ اشاعت اس مثنوی کی پہلی اشاعت تھی موصوف کی رائے بھی اس سلسلے میں راقم ہے:

"اس اشاعت کو اس مثنوی کی اشاعت اول مان لینا چاہیے اس طرح اس مثنوی کے زمانہ تصنیف کی آخری حد کا تعین ہو جاتا ہے یعنی یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ مثنوی شوال ۱۲۶۶ھ (اگست ۱۸۵۰ء) سے پہلے لکھی جا چکی تھی کتنے دن پہلے؟ قطعیت کے ساتھ اس مدت کا تعین نہیں کیا جا سکتا" (9)

مثنوی بہار عشق کے متعلق پالوی صاحب لکھا ہے کہ یہ واجد علی شاہ کی مدح میں لکھی گئی ہے اس لحاظ سے یہ مثنوی ۱۲۶۳ھ میں لکھی گئی اس لحاظ سے پالوی صاحب پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ ڈاکٹر حیدر نے بھی اپنے تحقیقی مقالے میں بھی ایک نئی بات کہی ہے اُن کا کہنا ہے کہ شوق نے اپنی مثنویاں محمد علی شاہ کے بھی پہلے زمانے میں لکھی ہیں

Vol.6 No. 4 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

انہوں نے قطعیت کے ساتھ فرض کر لیا ہے کہ مثنوی اس وقت کے فرماں روانے کے لیے لکھی ہیں اس مثنوی میں شروع سے واجد علی شاہ کا نام شامل ہے۔ شوق کے اکثر اشعار میں ان کا نام آیا ہے موصوف کا کہنا ہے کہ حیدر صاحب نے یہ بات عجیب تر لکھی ہے:

> ''اُن کا یہ لکھنا کہ بہار عشق کے جن اشعار میں واجد علی شاہ کا ذکر آیا ہے ان کو اگر درمیان سے نکال دیا جائے تو مثنوی کے تسلسل میں ذرا بھی فرق نہیں آتا اور یہ اس کا ثبوت ہے کہ یہ اشعار بعد میں بڑھائے گئے ہیں تو یہ بات بہت ہی حیرآفریں ہے جن کتابوں میں فرماں روائے وقت کی مدح ہے یا اُس کا نام آگیا ہے اُن میں سے اکثر و بیش تر احوال یہی ہے کہ ان اجزا کو درمیان سے نکال دیا جائے تو اصل کتاب میں ذرا بھی فرق نہیں آئے گا''(10)

موصوف نے ان تمام شواہد کو اپنے متن میں قلم بند کیا ہے اور اس سے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ایک مشہور قول بھی لکھا ہے ایک جھوٹ کو بنانے کے لیے کسی جھوٹ بولنا پڑتے ہیں یہاں بھی یہی کچھ ہوا ہے۔

مثنوی زہر عشق

مثنوی زہر عشق کا عہد

مثنوی زہر عشق کا سنہ تصنیف اور زمانہ تصنیف کے بارے میں کوئی صاحت نہیں ملتی اس کے بارے میں بھی کچھ مختلف لکھنے والوں نے کسی خاص ماخذ کا حوالہ نہیں دیا جس سے ثانوی یا اولین ماخذ سمجھ لیا جائے۔ نظامی نے اپنے زہر عشق کا ایڈیشن ہے جس میں ایک قطعہ درج ہے جس سے اس کے پہلے ایڈیشن کا انداز لگایا ہے کہ 1919ء میں شائع ہوا ہو گا۔

اس قطع کے متعلق وضاحت ضروری ہے موصوف نے اس کی وضاحت یوں راقم کی ہے:

> ''اس سے متعلق ایک ضمنی بات کی وضاحت ضروری ہے یہ واقع ہے سب سے پہلے اس قطعہ تاریخ کو نظامی نے زہر عشق کے اپنے محولہٗ بالا ایڈیشن میں پیش کیا تھا اُس کے بعد دوسرے لوگوں نے بھی اس کا حوالہ دیا۔ یہ دریافت نظامی ہی کی ہے مگر بعض تحریروں میں اس کا حوالہ اس طرح آیا کہ بات بدل گئی''(11)

پالوی صاحب نے اس تصنیف کے مادہ تاریخ کو ''تاریخی نام'' سمجھ لیا یہ نام پالوی صاحب کا اضافہ ہے جس سے بات بدلی نہیں بلکہ بگاڑ دی گئی موصوف نے تمام تر بحث کے جو نتیجہ اخذ کیا اور اپنی تحقیق رائے بیان کی ہے۔

مثنوی فریب عشق کا سنہ تصنیف کا کوئی معلوم نہیں ہے۔ دوسرا یہ سچ ہے کہ بہار عشق واحد علی شاہ کی مدح میں فرماں روائے بہ حیثیت موجود ہے۔

زہر عشق کے بارے میں موصوف نے اپنی رائے مفصل بیان کی ہے:

> ''زہر عشق میں ایسی کوئی حرارت نہیں جس کی مدد سے س کے سنہ تصنیف یا زمانہ تصنیف کا تعین کیا جا سکے۔ اس کا قدیم ترین مطبوعہ نسخہ جنوری ۱۸۶۲ کا ملتا ہے اس سے پہلے کے کسی مطبوعہ نسخے سے ہم واقف نہیں۔ نظامی بدایونی کے پیش کئے ہوئے قطعہ تاریخ سے اس کا سنہ تصنیف ۱۲۷۷ھ برآمد ہوتا ہے۔ قطعی طور پر تو صرف کہا جا سکتا ہے کہ یہ مثنوی جنوری ۱۸۶۲ء سے پہلے لکھی جا چکی تھی اور قیاساً یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے اس کا سال تصنیف ۱۲۷۷ء (۶۱۔۱۸۶۰ء) ہو''
> (12)

موصوف تینوں مثنویوں کا بخوبی جائزہ لیا اور ان کے بارے میں جو رائے اور شواہد حاصل ہوئے انہیں اپنے مرتبہ میں شامل کیا ہے۔

منبع اشاعت

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مشہور تھا کہ شوق کی تینوں مثنویوں پر حکومت نے پابندی لگائی تھی۔ مثنوی فریب عشق، مثنوی بہار عشق اور مثنوی زہر عشق۔ شوق کی یہ مثنویاں شہرت کی بلندیوں پر تھیں ان مثنویوں کے بارے میں کچھ روایت پر مبنی قیاس آرائیاں اور دعوے موجود ہے۔ موصوف نے اپنے علم اور حد کے مطابق جو معلومات ہیں لکھتے ہیں میں نے دتاسی کے مقالے میں جو نظر سے گزرا اس میں شوق کی مثنوی بہار عشق اور زہر عشق کا نام شامل تھا کہ ان پر حکومت نے پابندی لگائی تھی۔

اسی طرح حالی نے بھی اپنی کتاب مقدمہ شعر و شاعری میں اس کی پابندی کا ذکر کیا ہے کہ شوق کی مثنویاں غیر مہذب ہیں اس لئے ان پر محکماً چھپنا بند کر دیا گیا تھا۔ پنڈت کے مرتبہ تذکرے میں ان مثنویوں کے متعلق ایسی ہی عبارتیں ملتی ہیں۔ سر سید رضا علی کی کتاب میں بھی سید صاحب نے شوق کی مثنویوں کا ذکر کیا ہے۔ سید صاحب نے لکھا تھا کہ پابندی صرف دو مثنویوں پر لگائی گئی تھی۔ فریب عشق اور بہار عشق پر ان دونوں مثنویوں کی حکومت سے شکایت لگائی گئی تھی۔

> ''دو روایتیں سامنے آئی ہیں ایک تو یہ کہ شوق کی سبھی مثنویاں ممنوع الاشاعت تھیں۔ دوسری یہ کہ صرف دو مثنویاں فریب عشق، بہار عشق ممنوع الاشاعت تھیں وجہ ایک ہی بنائی گئی ہے ان کا غیر مہذب اور غیر اخلاقی ہونا، یعنی عریانی اور فحاشی'' (13)

ایک اور روایت بھی ملتی ہے۔ شوق کی مثنوی زہر عشق پر ہی پابندی لگائی گئی تھی باقی دو پر نہیں تھی۔ ان سب حوالوں اور روایتوں نے کب اور کیسے جنم لیا ان کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ موصوف نے ان روایتوں کے بارے میں کچھ اس طرح اپنی رائے رقم کی ہے:

> ''ان سب باتوں کو مان لینے کی صورت میں یہ سوال خود بہ پیدا ہوگا کہ یہ پابندی کیوں لگی تھی اور کب لگی تھی۔ ایک مشکل یہ بھی ہے کہ اس کا باضابطہ حوالہ کہیں نہیں ملتا کہ ممانعت کا آرڈر کب جاری ہوا تھا اور وجہ ممانعت کیا بتائی گئی تھی ایسا کوئی حوالہ کہیں نہیں ملتا جس سے یہ معلوم ہو کہ کبھی ایسا آرڈر واقعتاً جاری ہوا تھا'' (14)

موصوف نے ذاتی طور پر بھی اس کے متعلق آرڈر کو تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کی مگر کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ پھر سنی سنائی باتوں کو بنیاد بنا کر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کے پورے ہندوستان میں ان کتابوں کی نشر و اشاعت پر پابندی تھی اسی طرح مختلف روایتیں ملتی ہیں ایسی روایتوں اور سنی سنائی باتوں کو مان کر ان کو بنیاد بنا کر نتیجہ نکال لینا درست طریقہ کار نہیں ہے۔ جب اس کے بارے میں کوئی ٹھوس حوالہ میسر نہیں ہوتا رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔

> ''جب تک اس سوال کا جواب اور تحقیق کے لحاظ سے قابل قبول جواب نہ دیا جا سکے اس وقت تک اس کو محض خیال آرائی کہا جائے گا اگرچہ فاروقی صاحب نے اسے واقعہ پیش کیا ہے۔ مولانا ماجد کی پرانے لوگوں سے سنی ہوئی روایت تو محض شاعری ٹھہری اور اپنی محض قیاس آرائی کو انہوں نے حقیقت واقعہ کا درجہ عطا کر دیا۔ تحقیق کے نقطہ نظر سے یہ دونوں روایتیں بلکہ تینوں روایتیں یعنی مولانا ماجد، سید رضا علی اور فاروقی صاحب کے بیانات موجودہ صورت میں قابل قبول ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے'' (15)

منع اشاعت کے سلسلے میں گارساں دتاسی نے بھی ایک مقالہ لکھا تھا جو ۱۸۷۴ء میں شائع ہوا۔ اس مقالے میں فحش ادب کے بارے میں مسائل پر تذکرہ کیا گیا تھا۔ شہزاد احمد کا بھی ایک مضمون ''فحش ادب کیا ہے'' کے عنوان سے شائع ہوا جس میں قانونِ فاشات کا پس منظر بیان کیا گیا تھا اس زمانے مخرب اخلاق فحش کتابیں شائع ہوئی تھیں جس وجہ سے اس زمانے میں اخبارات جرائد نے ایسے قابل اعتراض تحریروں پر پابندی عائد کر دی گئی تھی اور ایسی مخرب اخلاق کتابوں کی اشاعت پر بھی پابندی عائد کر دی گئی اس وقت کے مطابق تاریخ قانون سازی میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا قانون تھا۔ اس قانون کے تحت ایسی تحریریں آتی ہیں جو فحش جنسی کہانیاں ہیں۔

اسی طرح کچھ اکابر ادب کا لکھنا ہے کہ شوق کی مثنویاں بھی ایسی ہی مخرب اخلاق اور فحش ہیں اس لئے ان کو بھی ایک مدت کے لئے چھپنا بند کر دیا گیا۔ موصوف نے مشکل جو درپیش تھی وہ ان مثنویات میں سنہ طباعت موجود نہیں جس سے ان کی اشاعت کا اندازہ لگایا جا سکے کیونکہ مثنوی زہر عشق مسلسل چھپتی رہی ہے پابندی کے باعث بھی اس کی شہرت میں کمی نہیں آئی۔

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"یہ بات مشہور تھی کے اس کا طبع کرانا قانوناً ممنوع تھا اس سے ملتی جلتی عبارت بعض اور مطبوعہ نسخوں کے شروع یا آخر میں بھی ملتی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ ممنوع الاشاعت ہونے کی روایت کی بنیاد بہت کچھ "شہرت" پر رہی ہے یہ عام تجربہ ہے ایسی ہر "شہرت" بہت جلد اور بہت دور تک پھیل جایا کرتی ہے اور اس پر یقین کرنے والوں کی کمی نہیں ہوتی ایسی "شہرت" سے ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ کتاب بکتی خوب ہے میں اس پر پھر زور دینا چاہتا ہوں کہ شہرت واقفیت کی مترادف نہیں شہرت غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی ایسی روایتوں کو لازمی طور پر قبول روایت کے آداب کے تحت ہی تسلیم کیا جا سکتا ہے محض شہرت کی بنیاد پر نہیں" (16)

مطبوعہ نسخے

مثنوی فریب عشق

مثنوی فریب عشق کے تین مطبوعہ نسخے ہیں قدیم ترین نسخہ جس کے سرورق پر نام اس طرح درج ہے:

"باہتمام حذاقت آئین خواجہ رحیم الدین بتاریخ بست و ہفتم شہر ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری/ در مطبع آغا جان مسمی بفیضی مطبع شد" (17)

اس مثنوی کا دوسرا مطبوعہ نسخہ نول کشوری ایڈیشن ہے جو نول کشور لکھنو کا ہے یہ نسخہ شوق کی مثنویوں کے ساتھ ہی شائع ہوا تھا اس ایڈیشن میں شوق کی چار مثنویاں شامل ہیں۔ بہار عشق، زہر عشق، لذت عشق اور فریب عشق یہ مجموعہ ۱۸۷۱ء میں شائع ہوا تھا اس کی اشاعت کا نسخہ رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

اسی مثنوی کا تیسرا نسخہ شاہ عبدالسلام کا مرتب کردہ ہے اس میں "کلیات نواب مرزا شوق لکھنوی" طبع اپریل ۱۹۷۸ء میں شامل ہے۔

موصوف کی تحقیق کے مطابق اس مثنوی کا سب سے پرانا نسخہ جو ہے وہ مطبع آغا جان ہی کا ہے اور یہی نسخہ بنیادی نسخے کی حیثیت رکھتا ہے اسی لئے اسی نسخے کو متن کی بنیاد بنایا گیا ہے۔

بہار عشق

بہار عشق مثنوی کے آٹھ نسخے ہیں جن سے مرتبہ نگار نے استفادہ کیا ہے۔

اس مثنوی کا پہلا اور قدیم ترین ایڈیشن ہے جو ۱۲۶۶ھ میں مطبع سلطان المطابع سے شائع ہوا تھا۔ دوسرا نسخہ اس مثنوی کا اہم نسخہ ہے یہ نسخہ ۱۲۶۸ھ کا چھپا ہوا ہے اس نسخے کی اہمیت اس لئے بھی زیادہ ہے کیونکہ یہ نسخہ مصنف کی نظر ثانی کے بعد چھپا تھا۔ تیسرا نسخہ اس مثنوی کا جو نسخہ مطبع علوی ہیں اس نسخہ کے سرورق میں صراحت موجود ہے "در مطبع علوی ۱۲۷۷ھ علی بخشنماں رونق طبع یافت" لکھا ہوا موجود ہے۔ چوتھا نسخہ مطبع گلزار اودھ ہے یہ نسخہ ۱۲۸۳ھ کا چھپا ہوا ہے۔ پانچواں نسخہ نول کشور کا ہے اور چھٹا نسخہ افضل المطابع محمدی کا ہے، ساتواں نسخہ مطبع تیغ بہادر لکھنو کا اس ایڈیشن کی سال طبع معلوم نہیں۔ آٹھواں نسخہ شاہ عبدالسلام کا ہے۔

مثنوی بہار عشق کے آٹھ مطبوعہ نسخے ہیں جن کو موصوف نے اپنے مرتبہ میں شامل کیا ہے۔

زہر عشق

اس مثنوی کے چھ مطبوعہ نسخے موجود ہیں جو موصوف کے علم میں ہیں۔ ان میں سے ایک نسخہ وہ ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۲ء کا چھپا ہوا ہے اس کا سرورق کچھ یوں ہے:

"خوامی خالق دو جہاں کی توفیق سے/ مثنوی زہر عشق/ مطبع شعلہ طور کانپور میں رونق گزین طبع ہوئی"

آخر میں مختصر سی عبارت خاتمہ ہے

"تمت/ الحمد للہ والمنہ کہ مثنوی زہر عشق بتاریخ بست و نہم جنوری ۱۸۶۲ء/ بمطبع شعلہ طور کانپور باہتمام شیخ عبداللہ/ پرنٹر کارخانہ مذکور حلیہ طبع پوشید" (18)

دوسرا نسخہ نول کشوری اڈیشن ہے اس نسخے طبع سال ۱۸۷۱ء کا حوالہ ملتا ہے۔

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

تیسرا نسخہ نظامی بدایونی کا ہے جو نظامی پریس بدایوں سے چھپا ہوا ہے اسی مثنوی کا چوتھا نسخہ مجنون گورکھ پوری کا ہے مجنون اپنے مقدمہ میں جو 1930ء میں شائع ہوا موصوف نے اسی فرض بنا کر اس کا سال طبع 1930ء لکھا ہے۔ پانچواں نسخہ شاہ عبدالسلام کا ہے شاہ عبدالسلام نے شوق کے کلیات شوق بھی مرتب کیا ہے۔

چھٹا نسخہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے موصوف کو اس نسخے کا صرف عکس حاصل ہوا تھا اس پر سال طبع کہیں بھی کچھ موجود نہیں تھا۔ اس نسخے کے عکس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخے کو بہت اہتمام کے ساتھ چھپا گیا ہے کیونکہ اس حاشے پر خوب صورت گل کاری کی گئی ہے اس کا متن صحت مندر ہے اچھا نسخہ ہے اس میں کوئی بھی غیر معتبر اشعار کو شامل نہیں کیا گیا۔ موصوف نے اس مثنوی کے چھ مطبوعہ نسخے اپنے مرتبہ میں شامل کیے ہیں۔

ذیلی عنوانات

مرتبہ نگار نے ان تینوں مثنویاں کے قدیم نسخے حاصل کیے ہیں جو ان کے سامنے ہیں۔ فریب عشق، بہار عشق، زہر عشق ان میں سے کسی میں ذیلی عنوانات موجود نہیں ہیں مثنوی زہر عشق کے نسخہ نظامی بدایوی، مجنون گورکھ پوری اور شاہ عبداسلام ان تینوں نے ذیلی عنوانات کچھ بیان کیے ہیں۔ موصوف کو ان تینوں کے ذیلی عنوانات سے اختلاف ہیں۔

> ”ان تینوں مرتبین میں سے کسی نے یہ صراحت نہیں کی کہ اُن کے پیش نظر مطبوعہ نسخوں میں کون کون سے عنوانات تھے
> میرے لیے یہ متعین کرنا ممکن نہیں کہ ان میں سے کتنے عنوانات مختلف نسخوں سے منقول ہیں اور کن عنوانات کا اضافہ
> مرتبین نے کیا ہے جو بھی صورت ہو تدوین کے نقطہ نظر سے ایسے اضافوں کو قابل قبول نہیں قرار دیا جاسکتا“(19)

موصوف نے یہاں ایک اور وضاحت کی ہے کہ شوق کی تینوں مثنویاں میں سے صرف بہار عشق کے ترغیب عشق حقیقی ایک عنوان کے علاوہ کوئی بھی عنوان نہیں پایا جاتا اگر کچھ ہیں تو وہ بعد میں اضافے ہو سکتے ہیں جو نا قابل قبول ہیں۔

ہیروئنوں کے نام

شوق کی تینوں مثنویوں میں جس طرح ذیلی عنوانات کا اضافہ کیا گیا تھا اسی طرح ان کی مثنویوں میں ہیروئنوں کے نام بھی رکھ لیے گئے ہیں اس سلسلے میں سب سے پہلے مجنون گورکھ پوری نے کی ہے اس کے بعد ڈاکٹر سید محمد حیدر نے بھی اپنے تحقیقی مقالے میں نام رکھ لیے ہیں یہاں موصوف کو اختلاف ہیں۔ یوں راقم ہیں:

> ”شوق کی تین مثنویاں ہیں اُن کے لحاظ سے تین ہیروئنوں کے نام (ضرورتاً) تراشں لیے گئے ہم کو یہ بات واضح طور پر سمجھ لینا
> چاہیے کہ اصلاً کسی مثنوی کی ہیروئن کا کوئی نام نہیں۔ مہ پارہ، مہ جبیں، ماہ لقا فرضی نام ہیں۔ اس کی وضاحت کی جانا چاہیے وضاحت
> کے بغیر ایسے مفروضات اور ایسی ایجادات سے بہت غلطی نہیں پھیلتی ہے۔ اضافے اسی طرح ہوا کرتے ہیں اور بعد کو وہ خوش گمان
> حضرات کے طفیل واقع کی حیثیت حاصل کر لیتے ہیں“(20)

موصوف نے وضاحت کر دی ہے کہ نام خود سے رکھ لیے گئے ہیں شوق کی کسی بھی مثنوی میں ہیروئن کا نام موجود نہیں ہے۔

اشعار کی کمی بیشی

فریب عشق

اشعار کی کمی بیشی کے حوالے مثنوی فریب عشق نسبتاً کم چھپی ہے اس لیے اس مثنوی اشعار اختلاف کا احوال کم ہے۔ ایک یا دو اشعار ایسے ہوں گے جن میں الحاقی شعر موجود ہوں یہ مثنوی باقی دونوں مثنویوں کی نسبت کم چھپی اور پڑھی گئی ہے۔

بہار عشق

اس مثنوی میں کافی اشعار میں اختلاف ملتا ہے کچھ ایسے اشعار ہے جو پہلے نسخے میں شامل نہیں جب دوبارہ اس پر نظر ثانی کی گئی تو اس مثنوی میں اشعار کو شامل کر دیا گیا۔ اسی طرح مثنوی کے آخر میں ”فریب عشق حقیقی“ کے عنوان سے بتیس 30 شعر اایسے ہیں جو طبع اول [س] میں نہیں ہیں۔ طبع ثانی [م] میں وہ شامل ہیں اس مثنوی کے باقی نسخوں میں بھی کچھ ایسی ہی صورت نظر آتی ہے۔

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"عام مطبوعہ نسخوں میں جو بہت سے اختلاف ملتے ہیں وہ سب قابل لحاظ نہیں اور ایسے جملہ اختلاف کا گوشوارہ بنانا ضروری نہیں۔ تعداد اشعار اور متن اشعار کے لحاظ سے اس مثنوی کا صرف نسخہ اشاعت ثانی [مطبع محمدی ۱۲۶۸ھ] بنیادی نسخے کی حیثیت رکھتا ہے اور نسخہ طبع اول [سلطان المطابع ۱۲۶۶ھ] کی حیثیت معاون نسخے کی رہے گی باقی سب نسخے بہ شمول نول کشوری ایڈیشن ضمنی حیثیت رکھتے ہیں"(21)

تکرار

اگر دیکھا جائے تو شوق کی تینوں مثنویوں میں الفاظ کا اشتراک ملتا ہے دو دو الفاظ کی تکرار اور خیال کی تکرار موجود ہے اگر ایک شعر میں تکرار ہے تو دوسرے اشعار میں وہی الفاظ خیال یا بیان کی تکرار میں ملتے ہیں۔ وقفے وقفے سے اشعار میں تکرار موجود ہے ایک کا سرا دوسرے مصرع کے موضوع سے جا ملتا ہے۔

مثنویاتِ شوق کے ماخذ

محققین کا کہنا ہے کہ شوق نے دوسری مثنویوں سے استفادہ کیا ہے سب سے پہلے مولانا حالی نے اپنی مقدمہ شعر و شاعری میں شوق کی مثنوی کا ذکر کیا ہے ان کا خیال ہے کہ شوق نے میر اثر کی مثنوی "خواب و خیال" اور مثنوی بہار عشق میں اختلاط موجود ہے۔ جس طرح کے اشعار خواب و خیال میں ہیں اُسی انداز کے بہت سے اشعار بہار عشق میں بھی موجود ہیں۔

"حالی نے احباب سے خواب و خیال کے کچھ اشعار سن کر یہ رائے قائم کی کہ شوق کی مثنوی بہار عشق میں اختلاط کے موقع پر اسی انداز کے اُن سے زیادہ شعر ہیں"(22)

مولوی عبدالحق نے مقدمہ خواب و خیال میں بھی ایسے اشعار شامل کیے ہیں جن میں باہم مماثل موجود ہے مولوی عبدالحق کی بھی یہی رائے تھی کہ شوق نے خواب و خیال کے انداز میں اپنی مثنوی لکھی ہے۔

"خواب و خیال ہی کو اپنا نمونہ بنایا ہے کا واضح طور پر مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب کے خیال کے مطابق صرف یہی مثنوی شوق کے سامنے تھی اور اسی مثنوی کو سامنے رکھ کر شوق نے اپنی مثنویاں لکھی ہیں مگر یہ قطعیت اور حد بندی درست نہیں۔ اصل بات ٹھیک ہے کہ میر اثر کی مثنوی خواب خیال شوق کے پیش نظر ضرور رہی ہے لیکن یہ بات درست نہیں کہ اکیلی وہی مثنوی شوق کے سامنے تھے"(23)

عطاء اللہ پالوی نے بھی اپنی کتاب تذکرہ شوق میں لکھا ہے شوق نے مومن کی مثنویوں سے بھی فائدہ اٹھایا ہے انہوں نے اصل ماخذ مثنویات مومن کو قرار دیا ہے کیونکہ شوق کے سامنے مومن کی بھی مثنویاں رہی ہیں جن سے اس نے خوب استفادہ کیا ہے۔

ڈاکٹر گیان چند جین نے بھی واجد علی شاہ کی مثنوی جو "بحر الفت" کے نام سے ہے اس مثنوی کو بھی شوق کے ماخذ میں شمار کیا ہے۔

"جین صاحب نے جو اشعار تقابل میں پیش کیے ہیں اُن سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک نے دوسرے سے استفادہ کیا ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ واجد علی شاہ کی مثنوی پہلے لکھی گئی تھی اور شوق نے اس سے استفادہ کیا ہے" (24)

کیا یہ مثنویاں شوق کی سرگزشت ہیں؟

وجہ تصنیف:

زیری حصہ میں شوق کی مثنیوں کے حوالے سے اس بات کا جائزہ مقصود ہے کہ یہ مثنویاں مرزا شوق کی سرگزشت ہیں یا کچھ اور۔ سوال ابھی تک زیر بحث ہے کہ شوق کی تینوں مثنویوں میں ہیرو کا کردار پیش کیا گیا ہے اصل میں ہے کون بعض لوگوں کی رائے ہے کہ ان مثنویوں میں شوق نے اپنی سرگزشت بتائی ہے۔ سب سے پہلے مولانا حالی نے اس بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا لیکن قطعیت کے ساتھ اس خیال کو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

عطاء اللہ پالوی نے بھی اپنے تذکرہ شوق میں لکھا ہے کہ اپنی مثنیوں کا شوق خود ہیرو ہے اسی طرح مولانا عبدالماجد دریابادی نے بھی اپنا خیال یہی لکھا ہے کہ مثنویاں شوق کی اپنی سر گزشت ہیں شوق نے اپنی مثنویاں اس وقت کے معاشرے کی اصلاح میں لکھی تھیں اس طرح شوق نے اپنے ہی واقعات کو نظم کیا تھا۔

"بہار عشق، فریب عشق اور زہر عشق تینوں مثنویوں میں شوق نے ایک ہی پیرایہ اظہار اختیار کیا ہے کہ اپنے آپ کو ہیرو بنا کر پیش کیا ہے اور پوری کہانی سنائی اس طرح ہے جیسے آپ بیتی ہو۔ یہ بیان کا ایک خاص انداز ہے اس طرح کہانی میں حقیقت کا رنگ نمایاں ہو سکتا ہے اور سننے والوں پر زیادہ اچھا اثر پڑ سکتا ہے۔ اس پیرایہ بیان کو حقیقت بیانی پر محمول کرنا اور سچ مچ اسے بیان کرنے والے کی آپ بیتی سمجھ لینا انداز بیان کے اسرار و رموز سے ناآشنائی کا اعلان کرنا ہے"(25)

زباں و بیان کے حوالے سے بہت سی خوبیاں روایتی حسن کے ساتھ موجود ہیں۔ شوق نے اپنی مثنوی میں خاص کر زبان و بیان پر توجہ رکھی ہے اور خوبصورتی کے ساتھ لکھنو کی زبان کو ستعمال کیا ہے اس معاشرے کی عکس خوب کی ہے۔

"یہ مثنویاں "حشو اور بھرتی کے الفاظ سے بالکل پاک ہیں۔۔۔ اُن میں مردانے اور زنانے محاوروں کو اس طرح بتاہے کہ نثر میں بھی ایسی بے تکلفی سے آج تک کسی نے نہیں برتا۔۔ جو کچھ اُس نے بیان کیا ہے وہ مورل ہو یا امّ مورل اُس میں حسن بیان کا پورا پورا حق ادا کر دیا ہے"(26)

اگر دیکھا جائے تو شوق کی دو مثنویاں فریب عشق اور بہار عشق ایک ہی انداز میں لکھی گئی ہیں۔ اگر زہر عشق کا ان دونوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو زہر عشق دونوں مثنویوں سے بالکل مختلف ہے۔ موصوف نے اس بات سے اختلاف کیا ہے کہ شوق خود ہیرو ہیں اپنی مثنویوں کے شوق نے صرف اپنے لکھنوی معاشرے کی اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے۔ شوق شریف طبقے کے فرد تھے شوق نے اپنے معاشرے کا بہترین عکاس کیا ہے۔ شوق کی شاعری میں معاشرے کی عکاسی ملتی ہے۔

"اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ شوق کی یہ مثنویاں اپنے زمانے کی معاشرت کی آئینہ دار ہیں۔ اُس زمانے میں لذت کوشی اور عیش اندوزی معاشرے کا جز بن چکی تھی گفتگو صاحبات محل کے پس منظر میں اُس معاشرت کے وہ سارے انداز جھلتے نظر آتے ہیں جو تہذیب کا چمک دار حصہ تھے اور یہ اُن مثنویوں کا بہت روشن پہلو ہے اور یہ بڑے کمال کی بات ہے شاعر کا اصل مقصد تو صرف خواتین کی زبان و بیان کی بہار دکھانا تھا مگر شاعرانہ صداقت کے نتیجے میں سماجی حقیقت نگاری کے مرقع تیار ہو گئے"(27)

زبان اور بیان

شوق لکھنو کے رہنے والے تھے اس لیے لکھنو کے شاعروں کی زبان بھی مختلف ہے اس لیے لکھنو کی نئ لسانی روایت دھولی روایت سے بہت مختلف ہے اس طرح اگر ہم میر اثر اور مومن کی مثنویوں کا موازنہ شوق کی مثنویوں سے کرتے ہیں تو کچھ خاص فرق محسوس نہیں ہوتا۔ زباں و بیان کے لحاظ سے بہت فرق ہے لکھنو کی زبان میں نرمی، لطافت موجود ہے لکھنو کی نی لسانی روایت شوق کی مثنوی میں نظر آتی ہے ان مثنویات میں شوق نے حسن بیان کو خوب بیان کیا ہے جو ان مثنویوں میں موجود ہے۔

"شوق کی تینوں مثنویوں میں نمایاں رعایت لفظی کی مثالیں کم ہیں جو مثالیں ملتی ہیں اُن میں سے بیش تر فریب عشق اور بہار عشق میں ہیں اِن میں اکثر مثالیں ضلع کی ہیں۔ شوق نے جو زمانہ پایا تھا اس میں لفظی مناسبات کا چلن عام تھا اس کے باوجود شوق یہاں لفظی و معنوی اور مناسبات لفظی نے کم سے کم جگہ پائی اور یہ اچھا ہی ہوا۔ اگر ان کی کثرت ہوتی تو پھر وہ خوبیاں بے نور ہو جائیں جنھوں نے ان مثنویوں میں زبان اور بیان کے حسن کو چمکایا ہے شاعری میں صنعت گری کا اوسط بڑھ جاتا ہے"(28)

ان مثنویوں میں مرکبات بھی کافی تعداد میں ملتے ہیں اُردو میں مرکبات زبان کا حسن اور لطف میں مزید اضافہ کرتے ہیں ان مثنویات میں اُردو اور فارسی ترکیبیں خاص کر ملتی ہیں الفاظ اور افعال کی بھی بہت ہی پرانی اشکال ان مثنویات میں موجود ہیں خواتین کی زبان کو شوق نے بہت ہی خوب صورت انداز میں لفظوں میں بیان کیا ہے۔

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"شوق کے یہاں حسن بیان اور لطفِ زبان کی کمی نہیں ان کی شاعری کی عمومی سطح بہت روشن ہے بند شیں چست ہیں اور روزمرہ کی چٹک کم نہیں،البتہ کچھ مقامات تشنۂ مقامات کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کو بھی نظر میں رہنا چاہیے شاید اس کی ایک وجہ یہ ہو کہ شوق صرف شوقیہ مثنوی نگار شاعر تھے اس زمانے کے معروف غزل گو شعرا کی طرح اُستادانہ حیثیت نہیں رکھتے تھے اور زبان وبیان کے ریاض پر انہوں نے اُس قدر وقت صرف نہیں کیا تھا جس کی روایت اس زمانہ میں عام تھی ان سب باتوں کے باوجود یہ واقعہ ہے شوق کی زبان میں مجموعی طور پر لوچ، نرمی اور نفاست ہے اس کی مثال لا مشکل ہے"
(29)

طریق کار

شوق کی زبان لکھنوی تھی۔شوق بھی ان خاص شاعروں میں سے ایک ہیں جن کا تعلق لکھنو سے تھا انیس بھی لکھنو سے تھے ان کے مرثیے بھی زبان وبیان سے منفرد انداز کی حیثیت رکھتے ہیں۔شوق کی مثنویوں میں ان سے مختلف ہے لکھنو زبان کی لوچ اور لطافت کی اعلیٰ مثال ہے۔

"میر اثر کی مثنوی اور مومن کی مثنویوں میں روزمرہ کا وہ لطف، محاورے کی وہ چٹک اور بیان کی وہ لطافت نہیں ملتی جو شوق کی مثنویوں کے خصوصی حوالے سے اس لکھنوی روایت کا خاص حصہ ہے اس اعتبار سے شوق کی زبان دہلی اور لکھنو کے بہترین لسانی اجزاء کا مرکب ہے اور عطر مجموعہ"(30)

کلاسکی متون میں اس کی بنیادی اہمیت متن کی ہوتی ہے۔موصوف نے تنقیدی مباحث کو اپنی کتاب میں شامل کرنے سے گریز کیا ہے کیونکہ مرتب کا اصل کام متن کو صحیح طور پر پیش کرنا ہے موصوف اس کتاب میں تحقیق طبیش کی مقدمے میں تکرار کرنا مناسب نہیں سمجھا صرف ضروری باتیں ہی اختیار کے ساتھ پیش خدمت کی گئی ہیں صرف اس مقدمے میں تشریحات میں اشعار کے متعلقات کو ہی ضروری وضاحتوں کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔مثنوی کے قدیم نسخے کو ہی معتبر نسخے کی حیثیت سے سامنے رکھا گیا ہے۔

"کتابت کی غلطیاں کم بیش کی نسبت کے ساتھ ہر نسخے میں موجود ہیں ان کی تصحیح دوسرے نسخوں کی مدد سے کی گئی ہے۔
ضمیمہ تشریحات میں ایسی ہر تصحیح کی لازماً نشان دہی کی گئی ہے اساسی نسخوں میں جو شعر موجود نہیں انہیں شامل متن نہیں کیا گیا۔ایسے جملہ اشعار کی نشان دہی ضمیمہ تشریحات میں کی گئی ہے۔ اساسی اور ضمنی، جملہ نسخہ ہائے مثنویات کی تفصیل مقدمے کے عنوان"مطبوعہ نسخے" کے تحت پیش کی گئی ہے" (31)

موصوف نے اشعار پر نمبر شمار لکھے ہیں ان کے لکھنے کے دو مقصد ہیں صرف اشعار کا حوالہ دیا جائے اس کو نقل نہ کیا جائے۔دوسرا اشعار کی تعداد ایک ہی نظر میں سامنے آجائے اسی طرح ضمیمہ جات اور تشریحات میں اہم نسخوں کے حوالے کے لیے مخففات کو بھی استعمال کیا گیا ہے۔اس سلسلے میں علامتوں کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے رموز او قاف سے بھی کام لیا گیا ہے اگر کہیں اعراب یا تلفظ املا کی ضرورت محسوس کی گئی وہاں صراحت کر دی گئی ہے۔

قیاس تصحیح

موصوف نے اصل متن میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہیے اس بات پر زیادہ توجہ رکھی ہے اگر متن میں تبدیلی کر دی جائے تو اصل مفہوم ختم ہو جاتا ہے اگر کتابت کی کوئی غلطی ہو تو اس کی تصحیح کرنا ضروری ہے کیونکہ صحیح متن پیش کرنا مرتب کی ذمہ داری ہے۔موصوف نے خاص طور پر اس بات کا خیال رکھا ہے کہ اساسی نسخوں کے کسی بھی متن کو نہ بدلا جائے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی ترمیم یا تبدیلی کی جائے۔موصوف نے جہاں کوئی تصحیح کی ہے اور اختلاف ہے وہاں نشان دہی کر دی گئی ہے۔

"مرتب کو تصحیح کا حق ہے،اصلاح کا نہیں یہ دو بالکل مختلف چیزیں ہیں تصحیح، غلطی کی ہوتی ہے اور اصلاح تبدیلی کا دوسرا نام ہے مرتب کو اصلاح کا حق کسی بھی شکل میں حاصل نہیں وہ صرف ضروری مقامات پر تصحیح کر سکتا ہے اور یہ اس کی ذمہ داری ہوگی کہ جملہ تصیحات کی نشان دہی کرے"(32)

شوق کی مثنویوں میں بہت سے عنوانات ملتے ہیں لیکن ان کے جتنے بھی قدیم نسخے ہیں ان میں عنوانات موجود نہیں۔ یہ عنوانات بعد والوں نے اس میں شامل کیے ہیں۔

ملخص

مثنویات شوق(فریب عشق، بہار عشق، زہر عشق)نواب مرزاشوق لکھنوی کی ہیں جس کے مرتب رشید حسن خان ہیں۔ مقدمہ مرتب میں تمہید، مثنویات شوق، مثنویات کا زمانہ تصنیف مع اشاعت موجود ہے۔ مثنویات شوق کی تعداد اور مطبوعہ نسخوں کا بھی مقدمے میں جائزہ لیا گیا ہے۔ جنرل سیکرٹری انجمن ترقی اردو (ہند) خلیق انجم نے لکھا ہے کہ اردو میں رشید حسن خان کے پائے کا کوئی اور متنی نقادابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ خان صاحب کو تنقید کے سائنٹفک طریقوں پر قدرت حاصل ہے۔ پیش لفظ میں ان مثنویوں کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ یہ مثنویاں لکھنوی تہذیب کے بعض بہت روشن اور تاریک پہلو ہمارے سامنے پیش کرتی ہیں۔ مقدمہ میں مرتب مثنویوں کی تعداد کے حوالے سے جو بحث کی ہے اس کے مطابق مرزاشوق مفصہ سہود پر جلوہ گر ہونے والی تین مثنویاں (فریب عشق، بہار عشق اور زہر عشق) ہی ہیں تاہم بعض نے لذت عشق، خنجر عشق، سوزِ عشق اور قہر عشق وغیرہ کے نام بھی اخذ کیے ہیں۔ مقدمہ شعر وشاعری از مولانا الطاف حسین کے مطابق فریب عشق، بہار عشق اور زہر عشق کے علاوہ لذت کو بھی شامل کیا ہے۔ عطاء اللہ پالوی نے شوق لکھنوی کی پہلی مثنوی فریب عشق کو قرار دیا ہے اور اس کا زمانہ تصنیف 1263ء لکھا ہے اور بھرپور دلائل سے پالوی صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرزاشوق کی پہلی مثنوی فریب عشق ہی ہے اور باقی مثنویاں اس کے بعد کی ہیں۔

پالوی صاحب کے مطابق بہار عشق واجد علی شاہ کے دور میں لکھی گئی جبکہ زہر عشق کا زمانہ تصنیف 1277ھ ہے۔ اسکاٹ کے مطابق زہر عشق دنیا کی بے ثباتی اور انسان کے پردرد انجام کے حوالے سے ہے۔ ایک روایت کے مطابق مرزاشوق کی مثنوی زہر عشق پر پابندی بھی لگی۔ ان مثنویوں کے مطبوعہ نسخوں کے حوالے سے مرتب نے ایک بات واضح کر دی ہے کہ میرے علم میں ایسا کوئی نسخہ نہیں جو مصنف نے خود دیکھا ہو۔

مثنویات شوق سے متعلق ایک بہت دلچسپ چیز سامنے آئی ہے کہ لوگوں کے مطابق ان مثنویوں میں جو سرگزشت بیان کی گئی ہے وہ مرزاشوق کی ہے۔ اس کا اظہار مرتبین کے مطابق سب سے پہلے حالی نے کیا۔ مرتبین کا ماننا یہ بھی ہے کہ مرزاشوق کی مثنوی بہار عشق کو دوسری مثنویوں پر فضیلت حاصل ہے۔

حوالہ جات

1) نواب مرزاشوق، لکھنوی، مثنویات شوق، (مرتب) رشید حسن خاں، انجمن ترقی اُردو (ہند)، نئی دہلی، 1998ء، ص ۱۰
2) ایضاً، ص: ۲۳
3) ایضاً، ص: ۲۶
4) ایضاً، ص: ۲۷
5) ایضاً، ص: ۳۰، ۳۱
6) ایضاً، ص: ۳۲
7) ایضاً، ص: ۳۵
8) ایضاً، ص: 43
9) ایضاً، ص: 44
10) ایضاً، ص: 48
11) ایضاً، ص: 51
12) ایضاً، ص: ۶۵
13) ایضاً، ص: ۷۱

Vol.6 No. 4 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

14) ایضاً،ص:۷۲

15) ایضاً،ص:۸۱

16) ایضاً،ص:۸۷

17) ایضاً،ص:۸۸

18) ایضاً،ص:۱۰۰،۱۰۱

19) ایضاً،ص:108،107

20) ایضاً،ص:۱۱۱

21) ایضاً،ص:۱۱۳

22) ایضاً،ص:۱۲

23) ایضاً،ص:۱۲۴

24) ایضاً،ص:۱۲۷

25) ایضاً،ص:۱۳۵

26) ایضاً،ص:۱۴۰

27) ایضاً،ص:۱۴۶

28) ایضاً،ص:۱۵۰

29) ایضاً،ص:۱۵۵

30) ایضاً،ص:۱۴۷

31) ایضاً،ص:۱۵۸

32) ایضاً،ص:۱۶۲